شیخ عطاؒ شہیدؒ کی چند وہبی وکسبی نمایاں خوبیاں!

ابوالوفاء المشہدی

یوں تو حق تعالیٰ شانہ نے ہر انسان کے اندر دو چار خوبیاں رکھی ہوتی ہیں جو اس انسان کی شخصیت اور مقام ومرتبہ کا پتا دیتی ہیں، مگر بعض انسانوں میں عادت ومعمول سے زیادہ کچھ ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جو انسان کی اپنی شخصیت ومنزلت کی عکاس ہونے کے علاوہ دوسروں کے لیے بہترین نمونہ اور راہ نما اصول کا درجہ بھی رکھتی ہیں۔ ایسے ہی منفرد اور یگانہ روزگار انسانوں میں سے ایک عظیم انسان، استاذ مکرم، شیخ معظم حضرت مولانا عطاء الرحمن نور اللہ مرقدہ بھی تھے، جن کی عملی زندگی کے بعض نمایاں پہلو، انسان کی شخصیت سازی اور کردار سازی کے لیے بہترین مثال اور مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے چند خوبیاں اور بعض نمایاں پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔

تا بدانی کہ بچندیں صفات آراستہ بود

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عطاء الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کو جن وہبی وکسبی خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا، ان میں اخلاص وللّٰہیت، صورت وسیرت، ذہانت وفطانت، قابلیت ولیاقت، شفقت ورحمت، الفت ومحبت، فدائیت وفنائیت، امانت ودیانت، تقویٰ وطہارت، مواسات واخوت، ادب وعقیدت، غیرت وحمیت، حوصلہ وہمت، خودی وخودارادیت، بے تکلفی وبذاذت، شرافت ونجابت واثر پذیری وجاہت، کشش وجاذبیت، رعب وحشمت، احترام وعظمت، اخلاق ومروت اور علمیت وعملیت بطور خاص نمایاں تھیں۔

اس کے علاوہ جامعہ سے بے لوث تعلق اور ہمہ وقت فکرمندی، علمی رسوخ کے ساتھ تدریسی شغف، ریاونمود سے دوری، حب جاہ سے نفرت، حسن معاملگی، اقرباء پروری اور استثنائی سوچ سے ماورائی، اکابر پر بے پناہ اعتماد اور ان کے مرتبۂ احترام کی مکمل پاس داری، جادہ حق پر سختی سے کاربندی، افراط وتفریط سے اجتناب، مردم سازی اور مردم شناسی میں بے مثال، قوت فیصلہ اور دوراندیشی میں بے بدل، افادہ میں تخصیص کی بجائے تعمیم کے روادار، بلا امتیاز نصح وخیرخواہی سے سرشار،

چھوٹوں پر عنایات ونوازشات میں مجسمۂ جود وسخا، دوسروں کی حوصلہ افزائی اور تشجیع میں سخاوت کی انتہاء، دوسروں کی حسنِ کارردگی کا فراخ دلی سے برملا اعتراف، چھوٹوں کی معمولی معمولی صلاحیتوں کے قدردان، کمزوروں کے بہی خواہ اور بے کسوں کے غم خوار، حددرجہ کفایت شعار اور خوددار، پیکر صدق و وفا، خود پیچھے رہ کر دوسروں کو نمایاں کرنے کے جذبے سے مالا مال،، یہ آپ کی وہ چند نمایاں خوبیاں تھیں جو حضرت شیخ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی میں واضح طور پر جھلکتی تھیں، جنہیں اپنی فہم کوتاہ کے مطابق، اس مختصر مجلس میں برجستہ قلم زد کر رہا ہوں، ورنہ کہاں میں اور کہاں ان کی بلند وبالا شخصیت!

ما تماشا کنان کوتہ دست　　　　تو درخت بلند و بالائی

ممکن ہے کوئی قاری درج بالا سطروں کو بے جا تکلف یا محض لفاظی سمجھے، مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ الفاظ درحقیقت بندہ کے اس ذہنی خاکہ کے ذیلی عناوین ہیں جو حضرت استاذ محترم کے شخصی خاکے سے متعلق دل و دماغ میں موجزن ہیں، ان تمام عناوین کے مندرجات ومحتویات کی تفصیلات تحریر میں لانے کا زبردست داعیہ اور محرک دل میں موجود ہے، آپ کی شہادت باسعادت سے تاحال اسی کوشش میں رہا کہ تفصیل کے ساتھ کچھ عرض کروں، مگر تاخیر در تاخیر سے یہ خیال بار بار آنے لگا ہے کہ شدید قلبی تقاضے اور فرواں مواد کی موجودگی کے باوصف، کچھ لکھنے کی نوبت نہ آنا، ممکن ہے استاذ محترم کے خاص روحانی تصرف کا نتیجہ ہو، کیوں کہ وہ جس طرح زندگی میں اپنی ذات اور شخصیت کے بارے میں حقیقت کشائی کو ناگوار سمجھتے تھے، شاید اسی طرح بعد از مرگ ناگہاں بھی اس کے روادار نہیں ہیں۔

لیکن حضرت شیخ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے جب کبھی بے تکلف روحانی ملاقات ہوگی تو بصد اصرار، اجازت طلبی کروں گا اور ان سے یہ عرض کروں گا کہ آپ نے اپنی ذات اور شخصیت کو اخفاً کے دبیز پردوں میں زندگی بھر جس قدر چھپا رکھا تھا، آپ کی شہادت اور آپ کے جنازے کے ہجوم سے وہ پردے ہٹ چکے ہیں۔ دنیا پر آپ کی شخصیت اور آپ کا مقام رفیع آشکارا ہو چکا ہے اور آپ علامہ ابن السماک رحمہ اللہ کے اس جملے کا مصداق بن چکے ہیں جو انہوں نے داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال پر ان کے پیروکاروں کی حالت اور جنازے کے شرکاء کے ہجوم کو دیکھ کر ارشاد فرمائے تھے۔ ہم علامہ ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کے ساتھ اپنے شیخ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ:

لو رأيت اليوم كثرة تبعك، لعرفت ان ربك قد اكرمك

الغرض آپ نے زندگی بھر تواضع وخمول اور اخفاً کا جو اہتمام فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کو یہ ادا شاید بہت پسند تھی، اس لیے آپ کی قدر ومنزلت کا دنیا پر عیاں ہونا تکوینی معاملہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی کچھ کہنے اور لکھنے کی روحانی اجازت دیں اور اللہ تعالیٰ سے توفیق کی استدعا بھی فرمائیں کیوں کہ

نالہائے خانگی دل را تسلی بخش نیست　　　　سر بہ صحرا می زنم، فریاد خاطر خواہ نیست